

قرآن کریم میں انبیاء الہی کا علوم

غلام مہدی آخوندزادہ

خلاصہ :

اس مقالہ میں قرآن کریم میں مذکور انبیاء کرام کو عطا کردہ مختلف اقسام کے علوم کا اختصار کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے۔ قرآن انبیاء کو صرف پیغام رساں نہیں بلکہ علم و حکمت، فہم و فراست، اور الہامی شعور کے حامل انسانوں کے طور پر پیش کرتا ہے، جو انسانی تمدن، اخلاقیات، اور سائنسی و فکری ترقی میں بھی رہنمائی کرتے ہیں۔ تحقیق کا مقصد انبیاء کو دیے گئے علوم کی نوعیت، دائرہ کار اور اثرات کو واضح کرنا ہے، اور یہ دکھانا ہے کہ یہ علوم محض دینی ہدایت تک محدود نہیں، بلکہ انسانی عقل، سائنسی شعور، سماجی نظام اور اخلاقی تربیت کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں تفسیری، موضوعاتی اور تجزیاتی منہج اختیار کیا گیا ہے، اور قرآنی آیات، مستند تفاسیر اور احادیث سے مدد لی گئی ہے۔ قرآن میں حضرت آدمؑ کو "اسماء کلہا" سکھائے جانے کا واقعہ انسان کی علمی برتری کی علامت ہے، جبکہ حضرت نوحؑ کو کشتی سازی، حضرت ابراہیمؑ کو کائناتی مشاہدے، حضرت یوسفؑ کو خوابوں کی تعبیر، حضرت سلیمانؑ کو منطق الطیر، اور حضرت عیسیٰؑ کو طب و معجزاتی علوم عطا کیے گئے۔ ان تمام علوم کا منبع وحی الہی ہے، اور یہ انسان کی فطری و تخلیقی صلاحیتوں کو بیدار کرتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کو جامع ترین علم عطا ہوا، اور آپ کو قرآن جیسی کتاب دی گئی جو ہر شعبہ حیات کے لیے مکمل ہدایت ہے۔ آپ کی سیرت تمام انسانی علوم کا منبع ہے، خواہ وہ اخلاقیات ہوں یا قیادت، قانون ہو یا تعلیم۔

کلیدی الفاظ :

قرآن مجید، انبیاء، علم وحی، حکمت، بصیرت

مقدمہ

قرآن مجید انسانیت کی ہدایت کے لیے نازل ہونے والی ایک ایسی الہامی کتاب ہے، جس میں انبیاء علیہم السلام کی سیرت، تعلیمات اور کردار کو ایک کامل نمونہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ انبیاء نہ صرف اللہ تعالیٰ کے پیغام کے حامل تھے بلکہ وہ علم، حکمت، بصیرت اور اخلاق کا مجسم پیکر تھے۔ ان کا علم کسی قسم کی ذاتی تشہیر، اقتدار، مال و دولت یا دنیاوی مفادات کے لیے نہیں تھا بلکہ اس

کا اصل مقصد انسانوں کو اللہ کی رضا کی طرف متوجہ کرنا، توحید کا شعور بیدار کرنا، اور فکری و اخلاقی گمراہی سے نکال کر صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی فراہم کرنا تھا۔

انبیاء کا علم نہ صرف روحانی اور اخلاقی تربیت پر مبنی تھا بلکہ اس علم میں وہ تمام پہلو شامل تھے جو ایک صالح انسانی معاشرے کی تشکیل کے لیے ضروری ہیں۔ انہوں نے لوگوں کے دلوں میں سچائی کی محبت اور جھوٹ سے نفرت پیدا کی، ظلم و ستم کی مذمت کی، اور عدل و انصاف، رحم، عفو، ایثار اور مساوات جیسے اصولوں کو معاشرتی نظام کا بنیادی ستون قرار دیا۔ ان کا ہر عمل، قول اور فیصلہ وحی الہی کی رہنمائی میں ہوتا، جس کا مقصد دنیا میں فلاح اور آخرت میں نجات کا حصول تھا۔

موجودہ دور میں، جہاں علم کو اکثر مادی فوائد کے حصول اور طاقت کے مظاہر کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، وہاں انبیاء کا علم ایک ایسا نمونہ پیش کرتا ہے جو علم کو اللہ کی رضا، بندگانِ خدا کی بھلائی اور حق کی سر بلندی کے لیے استعمال کرتا ہے۔ یہی علم انسان کو حقیقی کامیابی کی طرف لے جاتا ہے ایسی کامیابی جو دنیا و آخرت دونوں کو محیط ہو۔

یہ مقالہ اسی حقیقت کی تلاش ہے کہ قرآن مجید میں انبیاء کو عطا کردہ علوم کی نوعیت، ان کا مقصد، اور ان کے اثرات کیا تھے، اور آج کے دور میں ان علوم کی معنویت اور افادیت کیا ہے۔ اس تحقیق میں انبیاء کے علمی ورثے کا مطالعہ کیا جائے گا تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ ان کا علم محض تاریخی بیانیہ نہیں بلکہ ایک زندہ اور ہمہ گیر پیغام ہے جو ہر زمانے کے انسان کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

علم کا مقصد: انبیاء کا علم کسی قسم کی ذاتی تشہیر یا دنیاوی مقاصد کے لیے نہیں تھا، بلکہ ان کا مقصد انسانوں کو اللہ کی رضا کی طرف رہنمائی فراہم کرنا تھا۔ اس علم کے ذریعے انبیاء نے لوگوں کے دلوں میں سچائی کی محبت اور جھوٹ سے نفرت پیدا کی، ظلم و ستم کی مذمت کی، اور عدل و انصاف کی اہمیت کو واضح کیا۔ ان کا علم ہمیشہ ایسے اصولوں پر مبنی تھا جو لوگوں کو دنیا و آخرت میں کامیاب بنانے کے لیے تھا۔

انبیاء کرام کے مخصوص علوم:

انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے مخصوص علوم سے نوازا جو نہ صرف ان کی نبوت کا حصہ تھے بلکہ انسانیت کی فلاح اور رہنمائی کے لیے بھی بنیاد فراہم کرتے تھے۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام:

حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے تمام اشیاء کے نام سکھا کر انسانی علم کی بنیاد رکھی، جو فطرت شناسی، زبان اور شعورِ اشیاء کا پہلا زینہ تھا۔ یہ علم اس بات کی دلیل ہے کہ انسان علم کے ذریعے خلافتِ ارضی کا اہل قرار پایا۔ یہ علم نہ صرف فطری اشیاء کی پہچان کا مظہر تھا بلکہ انسان کی علمی برتری اور استعداد کو ظاہر کرتا ہے۔ آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر فوقیت اسی علمی استعداد کی بنا پر دی گئی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا . . . اور اللہ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے . . . (بقرہ: ۳۱) یہ آیت علمِ انسانی کے اولین مقام کو ظاہر کرتی ہے، جہاں علم کی اساس براہِ راست اللہ تعالیٰ نے رکھی۔

۲۔ حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی سازی، دعوتِ توحید، اور انداز کا علم دیا گیا، جس کے ذریعے انہوں نے اپنی قوم کو فکری و اخلاقی گمراہی سے بچانے کی کوشش کی۔ حضرت نوح علیہ السلام کو توحید کا پیغام پہنچانے کے لیے بھیجا گیا۔ ان کا علم لوگوں کو شرک، ظلم اور فریب سے نجات دلانے کے لیے تھا۔ انہوں نے طویل عرصے تک اپنی قوم کو اخلاص، سچائی، تقویٰ، اور اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دی۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے: إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ۔ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا (سورہ الشعراء: ۱۰۷-۱۰۸)، میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں، پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ نوح کو کشتی سازی کا عملی علم بھی عطا کیا گیا: وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا (سورہ ہود: ۳۷) اور ہماری نگرانی و وحی کے مطابق کشتی بناؤ۔

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مشاہدہ کائنات، توحید کے عقلی دلائل، اور فکری استدلال کا علم دیا۔ انہوں نے اپنی قوم سے سوال و جواب کے انداز میں گفتگو کی، جو ایک فکری و فلسفیانہ طرز دعوت کی علامت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا علم عقل و فطرت کے اصولوں پر مبنی تھا۔ انہوں نے توحید کو عقلی و مشاہداتی دلائل سے ثابت کیا۔ اللہ نے انہیں کائناتی نظام کے مشاہدے کا علم عطا کیا تاکہ ان کا یقین کامل ہو جائے۔ خداوند متعال قرآن میں ارچاد فرماتا ہے: وَكَذَلِكَ نُزِي - إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ (سورہ النعام: ۷۵)، اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھائی تاکہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائے۔

۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام کو خوابوں کی تعبیر کا علم عطا کیا گیا، جو انسانی نفسیات، بصیرت اور اللہ سے براہ راست الہام کا مظہر تھا۔ ان کا علم نہ صرف تعبیرِ رویا میں کمال رکھتا تھا بلکہ وہ انتظامی اور معاشی بصیرت کا بھی اعلیٰ نمونہ تھے، جیسا کہ مصر کے خزانے سنبھالنے میں ان کی مہارت سے ظاہر ہوتا ہے۔

۵۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شریعت، قیادت، اور قانون سازی کا علم دیا، جس کے ذریعے انہوں نے بنی اسرائیل کو نظم و انصاف کے ساتھ ایک منظم قوم بنایا اور انہوں نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے نجات دلانی اور اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق ان کی رہنمائی کی۔ سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَابِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" (سورہ اعراف: ۱۴۵) اور ہم نے ان کے لیے تختیوں میں ہر چیز کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھی۔

۶۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طب، حکمت، اور معجزات کا علم عطا کیا گیا، جس کے ذریعے وہ لوگوں کے جسمانی اور روحانی امراض کا علاج کرتے تھے۔ ان کے ذریعے اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا ملتی تھی، اور وہ مردوں کو اللہ کے اذن سے زندہ کرتے تھے۔ خداوند

منان قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: وَأُبْرِي الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ (سورہ آل عمران: ۴۹) اور میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دیتا ہوں، اور مردے کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

۷۔ حضرت محمد ﷺ

آخر کار، حضرت محمد ﷺ کو کامل اور جامع علم عطا کیا گیا، جنہیں "معلم انسانیت" بنا کر بھیجا گیا۔ آپ پر نازل ہونے والا قرآن مجید زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی فراہم کرتا ہے، اور آپ ﷺ کی سیرت تمام انبیاء کے علوم کا نچوڑ اور عملی نمونہ ہے، لہذا معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کا علم کسی دنیاوی مفاد، ذاتی تشہیر یا شہرت کے لیے نہیں تھا، بلکہ یہ علم الہی ہدایت کا ذریعہ تھا جس کا مقصد انسان کو اللہ کی رضا، توحید، عدل، صداقت اور اخلاقی اقدار کی طرف رہنمائی فراہم کرنا تھا۔ انبیاء نے اس علم کے ذریعے قوموں کو روحانی اور فکری گمراہی سے نکالا، اور انہیں وہ اصول و ضوابط سکھائے جو انسان کو دنیا و آخرت کی فلاح کی طرف لے جاتے ہیں۔ "يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ"، وہ انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے۔ (جمعہ: ۲) اور آپ پر قرآن مجید نازل کیا، جو زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی کرتا ہے۔ "وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" (سورہ النحل: ۸۹)، اور ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو ہر چیز کی وضاحت کرتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو "معلم اعظم" بنایا گیا: هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (سورہ الجمعة: ۲)، وہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے، اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔

انبیاء (ع) کے نمایاں خصوصیات

۱۔ اللہ کی طرف سے براہ راست علم:

انبیاء کرام کا سب سے نمایاں وصف یہ ہوتا ہے کہ ان کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست عطا کیا جاتا ہے۔ یہ علم کسی رسمی تعلیم، مطالعے، تجربے یا مشاہدے کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ خالصتاً الہی وحی کا مظہر ہوتا ہے۔ انسانی عقل اور فہم کی حدود جہاں ختم ہوتی ہیں، وہاں سے انبیاء کا علم شروع ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اس حقیقت کو بار بار بیان کیا گیا ہے کہ انبیاء وہ علم رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خود انہیں عطا فرمایا، جو عام انسانوں کی رسائی سے ماورا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

بارے میں قرآن میں فرمایا گیا: وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (النساء: ۱۱۳) اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی اور تمہیں وہ کچھ سکھایا جو تم نہیں جانتے تھے۔ اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جو علم عطا ہوا، وہ ان کی ذاتی محنت کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ اللہ کا انعام و فضل تھا۔ انبیاء کی تعلیمات میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا کیونکہ ان کا منبع وہی ذات ہے جو ہر چیز کا خالق و مالک ہے۔ انبیاء کا علم زمان و مکان کی قید سے آزاد ہوتا ہے اور اسی لیے وہ ایسی باتیں جانتے ہیں جنہیں عام انسان محض سائنسی یا تجرباتی ذرائع سے نہیں جان سکتے۔

یہ علم صرف الفاظ یا معلومات کی صورت میں نہیں ہوتا بلکہ اس میں حکمت، بصیرت، اور روحانی گہرائی بھی شامل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انبیاء کے دلوں کو اپنی وحی کے نور سے منور فرماتا ہے، جس سے ان کے علم میں یقین، سچائی، اور اثر پذیری پیدا ہوتی ہے۔ اسی لیے انبیاء کی باتیں دلوں پر اثر کرتی ہیں اور انسانوں کی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیتی ہیں۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ انبیاء کے علم میں کوئی غلطی یا شبہ نہیں ہوتا، کیونکہ یہ علم براہ راست رب العالمین سے آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کو "معصوم" قرار دیا گیا ہے؛ ان کی تعلیمات میں کوئی خامی یا نقص نہیں ہوتا۔ ان کا ہر قول و فعل اللہ کی رہنمائی کے تابع ہوتا ہے۔

لہذا، انبیاء کا براہ راست علم اس بات کی علامت ہے کہ ان کی تعلیمات اور پیغام کو شک کی نظر سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ ان کی باتوں پر ایمان لانا، گویا اللہ پر ایمان لانے کے مترادف ہے۔

۲۔ روحانی اور اخلاقی علم:

انبیاء کا علم صرف دنیاوی یا مادی نہیں تھا بلکہ یہ ایک بلند روحانی اور اخلاقی نوعیت کا علم ہوتا تھا۔ ان کا علم انسانوں کو اللہ کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے، اچھے اخلاق اپنانے اور اپنی روح کی تطہیر کرنے کی طرف رہنمائی کرتا تھا۔

انبیاء علیہم السلام کا علم محض دنیاوی علوم یا مادی معلومات تک محدود نہیں ہوتا تھا، بلکہ ان کا اصل جوہر ایک بلند روحانی اور اخلاقی علم ہوتا تھا جو دلوں کو منور کرتا، روحوں کو پاکیزگی عطا کرتا، اور انسانوں کو اعلیٰ انسانی قدروں کی طرف لے جاتا تھا۔ انبیاء کا پیغام

صرف یہ نہیں تھا کہ انسان دنیا میں کیسے کامیاب ہو، بلکہ اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ انسان اپنی تخلیق کے مقصد کو پہچانے، اللہ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرے اور اخلاقی برتری حاصل کرے۔

روحانی علم وہ علم ہے جو انسان کو اپنے رب سے قریب کرتا ہے۔ یہ علم انسان کے دل و دماغ کو ایک ایسی روشنی عطا کرتا ہے جو اسے ظاہر کے پردوں سے ماوراء حقیقتوں کی پہچان عطا کرتی ہے۔ انبیاء کے ذریعے انسان یہ سیکھتا ہے کہ محض جسمانی اور مادی ترقی کافی نہیں بلکہ اصل فلاح روحانی پاکیزگی، اللہ کی رضا، اور نیک کردار میں ہے۔ انبیاء دلوں کی اصلاح کرتے تھے اور انسان کے باطن کو سنوارتے تھے، تاکہ وہ صرف دنیاوی کامیابی پر نہ رکے بلکہ آخرت کی تیاری میں بھی مشغول ہو۔

اخلاقی علم انبیاء کی تعلیمات کا ایک مرکزی ستون تھا۔ انبیاء نے ہمیشہ سچ بولنے، عدل قائم کرنے، امانت داری، انکساری، رحم دلی، صبر، عفو و درگزر، اور حسن سلوک جیسے اخلاقی اصولوں کی تعلیم دی۔ ان کی تعلیمات میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی انسان بہتر ہے جس کا اخلاق بہتر ہو۔ نبی کریم ﷺ نے خود فرمایا: **إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ** "میشک مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے کہ میں اخلاق کے اعلیٰ درجے کو مکمل کر دوں۔"

انبیاء کی بعثت کا ایک بڑا مقصد یہی تھا کہ انسان کے کردار کو سنوارا جائے، اور اسے ایک ایسا معاشرہ بنانے کی تربیت دی جائے جو عدل، محبت، اور ہمدردی پر قائم ہو۔ ان کی زندگیوں میں ہمیں عملی نمونے ملتے ہیں کہ کس طرح انسان نرمی، درگزر، اور تقویٰ کے ساتھ جیتا ہے۔ یہ روحانی اور اخلاقی علم ایسا خزانہ ہے جو نہ صرف فرد کی زندگی کو بدل دیتا ہے بلکہ پورے معاشرے میں امن، عدل اور خیر خواہی کو رائج کرتا ہے۔ انبیاء کی تعلیمات نے ہمیشہ قوموں کو ان کے زوال سے بچا کر فلاح و صلاح کی طرف رہنمائی کی ہے۔

۳۔ ہدایت کا علم:

لہذا، انبیاء کا علم درحقیقت انسان کی روح کی تسکین، اس کے اخلاق کی تعمیر، اور اللہ سے اس کے تعلق کی مضبوطی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ وہ علم ہے جو صرف کتابوں سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی طرف سے دلوں پر نازل ہوتا ہے، اور جو صرف معلومات نہیں بلکہ حقیقی ہدایت اور روشنی فراہم کرتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے علم کا سب سے اہم اور بنیادی مقصد انسانوں کو ہدایت دینا تھا۔ ان کا علم محض نظریاتی یا علمی معلومات نہیں ہوتا تھا، بلکہ ایسا زندہ، بامقصد اور فعال علم ہوتا تھا جو انسان کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا تھا، جہالت سے علم کی

طرف، گمراہی سے صراطِ مستقیم کی طرف، اور ظلمت سے نور کی جانب رہنمائی کرتا تھا۔ انبیاء کی تعلیمات انسانیت کے لیے چراغِ راہ کی مانند تھیں، جو ہر دور میں حق و باطل میں تمیز کا ذریعہ بنیں۔

انبیاء کو جو علم عطا ہوتا تھا، اس کا اصل مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ اللہ کے بندوں کو ان کے خالق و مالک کی طرف بلائیں، ان کو ان کی فطری ذمہ داریوں کا شعور دیں، اور انہیں بتائیں کہ دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا نہیں بلکہ ایک عظیم امتحان ہے جس میں کامیابی اللہ کی رضا اور اس کے احکامات پر عمل میں پوشیدہ ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا: وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (سورۃ النحل: ۳۶) اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ: اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔"

یہ آیت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ انبیاء کی بعثت کا مقصد انسانوں کو صرف مذہبی تعلیم دینا نہیں تھا، بلکہ ان کے قلب و باطن کو بیدار کرنا اور ان کی زندگی کے ہر پہلو کو اللہ کی ہدایت کے مطابق ڈھالنا تھا۔ انبیاء نے آکر انسانوں کو یاد دلایا کہ ان کا اصل مقصد حیات کیا ہے، اور انہیں ان راستوں سے بچایا جو تباہی اور گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔

ہدایت کا یہ علم صرف الفاظ تک محدود نہیں ہوتا، بلکہ انبیاء کی زندگی بذاتِ خود عملی نمونہ بن جاتی ہے۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں، اس پر خود عمل کرتے ہیں، اور اس عمل کی روشنی سے دوسروں کو راہ دکھاتے ہیں۔ ان کی صداقت، امانت، دیانت، صبر اور قربانی کی زندگی لوگوں کے دلوں کو متاثر کرتی ہے، اور وہ جان لیتے ہیں کہ یہ علم محض انسان کا نہیں بلکہ اللہ کا پیغام ہے۔

ہدایت کا علم انسان کو صرف ایک مذہبی راستہ نہیں دکھاتا بلکہ وہ اسے دنیا و آخرت کی کامیابی کی ضمانت دیتا ہے۔ اس علم کے ذریعے انسان سچائی، عدل، تقویٰ، خیر خواہی، اور احسان جیسے اعلیٰ اخلاقی اقدار سے روشناس ہوتا ہے، اور اپنی ذات کے ساتھ ساتھ معاشرے کو بھی سنوارتا ہے۔ انبیاء نے ہمیشہ امتوں کو اپنے انجام سے خبردار کیا اور انہیں وقت پر متنبہ کر کے ان کی اصلاح کی کوشش کی۔

۴۔ غیب کا علم:

انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو علم عطا ہوتا تھا، اس میں ایک نمایاں پہلو "علم غیب" بھی ہوتا تھا۔ غیب کا مطلب ہے وہ امور، حالات یا حقائق جو عام انسانوں کی نظر اور فہم سے مخفی ہوتے ہیں اور جن کا ادراک انسانی عقل، حواس یا سائنسی ذرائع

سے ممکن نہیں ہوتا۔ انبیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی وحی یا الہام کے ذریعے عطا کیا جاتا تھا، اور یہ علم اس حد تک ہوتا تھا جتنی اللہ چاہتا، کیونکہ غیب کا علم فی نفسہ صرف اللہ ہی کے پاس ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا، إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ (سورۃ الجن: ۲۶-۲۷)، وہ غیب کا جاننے والا ہے، اور وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس رسول کے جسے وہ پسند فرمائے۔"

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں، یعنی انبیاء، کو غیب کے بعض پہلوؤں پر مطلع فرماتا ہے، تاکہ وہ لوگوں کو مستقبل کے اہم حقائق سے آگاہ کر سکیں۔ انبیاء کو یہ علم اس لیے عطا کیا جاتا ہے تاکہ وہ انسانوں کو ان خطرات، آزمائشوں یا فتنوں سے خبردار کریں جن کا انہیں سامنا ہو سکتا ہے، اور انہیں ان امور کے بارے میں رہنمائی دیں جن کا تعلق قیامت، جزا و سزا، آخرت یا دیگر روحانی حقائق سے ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو خوابوں کی تعبیر کا جو خاص علم عطا کیا گیا، وہ اسی علم غیب کی ایک صورت تھی۔ انہوں نے قید خانے میں قیدیوں کے خوابوں کی سچی تعبیر دی، اور بعد میں بادشاہ کے خواب کی ایسی تعبیر پیش کی جس نے مصر کی اقتصادی پالیسی ہی بدل دی۔ قرآن مجید حضرت یوسفؑ کے حوالے سے فرماتا ہے: "وَكَذَلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ..." (سورۃ یوسف: ۶) "اور اسی طرح تیرا رب تجھے منتخب کرے گا اور تجھے خوابوں کی تعبیر سکھائے گا..."

اسی طرح نبی کریم ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے قیامت کی نشانیاں، فتنہ دجال، جنت و دوزخ کی تفصیلات، حشر و نشر کے حالات، اور مختلف امتوں کے انجام سے متعلق غیبی معلومات عطا فرمائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "أُوتِيَتْ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ" "...مجھے غیب کی کنجیاں دی گئی ہیں..."

یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہے اور جس قدر چاہے، اپنے نبیوں کو غیب کی خبریں عطا فرما سکتا ہے، اور ان کا یہ علم خالصتاً اللہ کے اذن سے ہوتا ہے، نہ کہ ان کی ذاتی صلاحیت کا نتیجہ۔ تاہم یہ نکتہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ انبیاء کا علم غیب محدود اور مشروط ہوتا ہے، اور وہ صرف اتنا ہی جانتے ہیں جتنا اللہ چاہتا ہے۔ وہ ہر غیب کو نہیں جانتے، بلکہ وہ علم ان کے مشن اور ذمہ داری کے مطابق مخصوص حدود میں ہوتا ہے۔

لہذا، غیب کا علم انبیاء کے علم کی وہ اعلیٰ ترین سطح ہے جو ان کے مقام کو ثابت کرتی ہے، اور لوگوں کے لیے یہ ایک دلیل بن جاتی ہے کہ وہ اللہ کے سچے پیغامبر ہیں۔ ان کی پیش گوئیاں، خوابوں کی تعبیریں، اور آخرت کے معاملات کی خبریں انسانوں کو ایمان، یقین، اور عمل کی طرف بلاتی ہیں۔

۵۔ معجزات کے ذریعے علم کا اظہار:

انبیاء علیہم السلام کے علم کی ایک نمایاں اور غیر معمولی خصوصیت یہ تھی کہ وہ علم صرف الفاظ یا تعلیمات کی صورت میں محدود نہ ہوتا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے گئے معجزات کے ذریعے بھی ظاہر ہوتا تھا۔ یہ معجزات محض عجیب و غریب مظاہرے نہیں ہوتے تھے، بلکہ ان میں اللہ کی قدرت، نبی کی صداقت، اور ان کے علم الہی کی گہرائی کا بھرپور اظہار ہوتا تھا۔ معجزہ دراصل ایک ایسا عمل ہوتا ہے جو انسانی فطرت، سائنسی قوانین اور عقل عامہ کے دائرے سے ماورا ہوتا ہے، اور جو صرف اللہ کے حکم سے نبی کے ہاتھ پر ظہور پذیر ہوتا ہے۔

انبیاء کے معجزات اس بات کا ثبوت ہوتے تھے کہ ان کا علم محض انسانی تجربے، سیکھنے یا مشاہدے کا نتیجہ نہیں، بلکہ یہ علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست عطا کردہ تھا۔ معجزات لوگوں کے لیے ایک بصری دلیل ہوتے تھے، جو انہیں سچائی کو تسلیم کرنے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے پر آمادہ کرتے تھے۔

قرآن مجید میں مختلف انبیاء کے معجزات بیان ہوئے ہیں جو ان کے علم اور اللہ کے پیغام کی سچائی کی نشانیاں ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عصا کا معجزہ عطا کیا، جو سانپ بن جاتا تھا، اور ان کا ہاتھ نورانی ہو جاتا تھا۔ یہ معجزے فرعون کے دربار میں ظہور پذیر ہوئے تاکہ باطل کو شکست ہو اور اللہ کی وحدانیت واضح ہو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردوں کو زندہ کرنے، مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دینے کا علم عطا کیا گیا، جو کہ محض طبی یا انسانی قوت سے ممکن نہیں تھا۔ یہ تمام معجزے ان کے الہی علم کی نشانیاں تھیں۔

حضرت محمد ﷺ کو سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید عطا کیا گیا، جو تمام انسانیت کے لیے قیامت تک کے لیے ایک زندہ معجزہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی متعدد معجزے ظہور پذیر ہوئے، جیسے انگلی کے اشارے سے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا (شق القمر)، پانی کا چشمہ بن جانا، کھانے کی قلت کے باوجود بہت سے لوگوں کا سیر ہو جانا، اور غیب کی باتوں کی پیش گوئی۔

معجزات کی یہ تمام صورتیں دراصل انبیاء کے علم کی عملی تصدیق تھیں۔ ان کے ذریعے یہ واضح ہوتا تھا کہ انبیاء کا علم روایتی یا محدود نہیں بلکہ وہ الہی سرچشمہ سے حاصل شدہ، کائناتی نظام پر اثر انداز ہونے والا علم ہے۔ معجزات نہ صرف ایمان والوں کا یقین مضبوط کرتے تھے بلکہ منکروں کو بھی دعوتِ فکر دیتے تھے کہ یہ انسان کا کام نہیں ہو سکتا، بلکہ اس کے پیچھے ایک عظیم طاقت (یعنی اللہ) ہے۔

معجزات کی ایک اور اہم حکمت یہ تھی کہ وہ صرف علم کا اظہار نہیں کرتے تھے بلکہ تبلیغ کا ذریعہ بھی بنتے تھے۔ لوگوں کے دل ان مشاہدات سے متاثر ہوتے تھے، اور وہ انبیاء کی طرف متوجہ ہو کر اللہ کے دین کو قبول کرنے لگتے تھے۔

۶۔ پائیدار اور جامع علم:

انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو علم عطا کیا جاتا تھا، وہ نہ صرف سچائی پر مبنی ہوتا تھا بلکہ پائیدار، غیر متغیر اور ہمہ گیر بھی ہوتا تھا۔ ان کا علم وقتی یا محدود نہیں ہوتا، بلکہ وہ ہر زمانے کے انسانوں کے لیے روشنی کا مینار ہوتا تھا۔ انبیاء کا علم دنیا کے حالات، انسانوں کی ذہنی، روحانی، اور عملی ضروریات کو نہایت کامل انداز میں پورا کرتا تھا، اور یہی اس کی جامعیت اور دوام کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

انبیاء کا علم کسی فلسفی، سائنسدان، یا مفکر کے علم کی طرح تجربات یا مشاہدات سے پیدا نہیں ہوتا تھا جو وقت کے ساتھ تبدیل یا متروک ہو جائے، بلکہ یہ ایسا علم ہوتا تھا جو اللہ کی طرف سے وحی کے ذریعے نازل ہوتا، اور جس میں غلطی یا تضاد کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: "لَا يَأْتِيهِ الْبُطْلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ" (سورۃ فصلت: ۴۲) "باطل نہ اس کے آگے سے آ سکتا ہے اور نہ پیچھے سے، یہ حکمت والے، لائق ستائش (اللہ) کی طرف سے نازل کردہ ہے۔" یہ آیت خاص طور پر قرآن کے بارے میں ہے، لیکن اس کا اطلاق تمام الہامی تعلیمات پر ہوتا ہے جو انبیاء کے ذریعے نازل ہوئیں۔ ان کا علم سچائی کا مظہر اور حق کی پہچان تھا، جس میں انسانوں کے لیے ہر طرح کی رہنمائی موجود تھی۔ حضرت محمد ﷺ کو

جب اللہ تعالیٰ نے آخری نبی کی حیثیت سے مبعوث فرمایا تو ان کے ذریعے جو علم نازل ہوا، یعنی قرآن اور سنت، وہ نہ صرف جامع تھا بلکہ قیامت تک باقی رہنے والا تھا۔ یہ علم نہ کسی زمانے کی قید میں تھا، نہ کسی مخصوص قوم یا نسل کے لیے مخصوص تھا، بلکہ ہر نسل، ہر قوم، ہر علاقے اور ہر دور کے انسانوں کے لیے ایک مکمل ضابطہ حیات تھا۔

آپ ﷺ کے علم میں عقائد، عبادات، اخلاق، معاشرت، تجارت، عدل، امن، بین الاقوامی تعلقات، خاندان، حتیٰ کہ جنگ کے اصولوں تک کی تعلیمات موجود ہیں۔ اس علم میں انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ موجود ہے، اور وہ ہر سوال کا واضح جواب فراہم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات آج بھی ویسے ہی موثر، کارآمد اور قابلِ عمل ہیں جیسے آج سے چودہ سو سال پہلے تھیں۔ آپ کی سنت اور قرآن کی تعلیمات دنیا کے ہر خطے میں، ہر ثقافت میں، اور ہر طبقے کے لیے ایک جیسی مفید اور رہنمائی فراہم کرنے والی ہیں۔ اس کی مثال دنیا کا کوئی دوسرا نظام یا علم نہیں دے سکتا۔ مزید یہ کہ انبیاء کا علم صرف ظاہری قوانین تک محدود نہیں ہوتا بلکہ یہ روحانی و باطنی اصلاح کا بھی مکمل نظام ہوتا ہے۔ یہ انسان کے دل و دماغ، نیت و عمل، سوچ و کردار، سب کو پاکیزہ بنانے کی مکمل رہنمائی کرتا ہے۔

لہذا، انبیاء کا علم صرف وقتی رہنمائی نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور ان کے ذریعے دی جانے والی شریعت قیامت تک کے لیے کامل، جامع، اور ابدی ہدایت ہے۔

۷۔ دینی علم:

انبیاء علیہم السلام کا علم بنیادی طور پر دینی اور شرعی نوعیت کا ہوتا ہے، یعنی ایسا علم جو انسان کو اس کے خالق، اللہ رب العزت، سے جوڑتا ہے، اور اس کی پوری زندگی کو ایک منظم، پاکیزہ اور خدا پسند طریقے پر استوار کرتا ہے۔ یہ علم محض نظری یا فکری نہیں بلکہ عملی ہدایت کا مجموعہ ہوتا ہے، جو انسان کے عقائد، عبادات، اخلاق، معاملات اور معاشرت سب کو سنوارنے اور بہتر بنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

انبیاء کا دینی علم انسان کو یہ سکھاتا ہے کہ:

اللہ کون ہے؟

اس کی عبادت کیسے کی جائے؟

زندگی کو اس کی رضا کے مطابق کیسے گزارا جائے؟

دنیا اور آخرت کی کامیابی کیسے حاصل کی جائے؟

یہ تمام سوالات کسی فلسفی، سائنسدان یا دنیاوی استاد کے علم میں نہیں ہوتے، بلکہ صرف نبی کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان کے جوابات انسانوں تک پہنچاتا ہے۔ قرآن مجید میں بارہا ذکر کیا گیا ہے کہ انبیاء کی بعثت کا اصل مقصد دین سکھانا اور لوگوں کو پاک کرنا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا: هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (سورة الجمعة: ۲) وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے، اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔"

یہ آیت انبیاء کے دینی علم کے تین بنیادی ستونوں کو واضح کرتی ہے:

تلاوت آیات: یعنی اللہ کے کلام کو لوگوں تک پہنچانا۔

تزکیہ: یعنی باطنی پاکیزگی، نفس کا اصلاح، اور اخلاقی تربیت۔

تعلیم کتاب و حکمت: یعنی قرآن اور اس کی عملی حکمتیں (سنت) سکھانا۔

انبیاء کا دینی علم صرف عبادات جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج تک محدود نہیں ہوتا، بلکہ وہ زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کی مرضی کے مطابق رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ جیسے:

معاشی اصول (حلال و حرام، سود، تجارت)

خاندانی نظام (نکاح، طلاق، وراثت)

سماجی تعلقات (حقوق العباد، عدل و انصاف)

اخلاقی رویے (صبر، شکر، عفو، تقویٰ)

دینی علم ہی انسان کو یہ شعور دیتا ہے کہ وہ دنیا میں محض حیوانی ضروریات پوری کرنے کے لیے نہیں آیا، بلکہ اس کی زندگی کا ایک بلند مقصد ہے: اللہ کی رضا حاصل کرنا۔ یہ علم انسان کو "عبد" یعنی بندگی کے اعلیٰ مقام تک پہنچاتا ہے۔

دینی علم کی جامعیت کا بہترین نمونہ حضرت محمد ﷺ کی سیرت میں موجود ہے۔ آپ نے نہ صرف اللہ کے احکام لوگوں کو پہنچائے بلکہ ان پر عمل کر کے دکھایا۔ آپ کی پوری زندگی قرآن کی عملی تفسیر تھی، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ"

آپ کا اخلاق قرآن تھا۔ انبیاء کا دینی علم ہی انسان کو زندگی کے ہر موڑ پر راہ ہدایت دکھاتا ہے، خواہ وہ ذاتی معاملہ ہو یا اجتماعی، انفرادی ہو یا حکومتی۔ یہی علم انسان کو رب سے جڑنے، اس کی رضا پانے، اور آخرت میں فلاح حاصل کرنے کا واحد ذریعہ فراہم کرتا ہے۔

۸۔ نیک اعمال کی تعلیم:

انبیاء کے علم کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ یہ لوگوں کو اچھے اور نیک اعمال کی تعلیم دیتا تھا، تاکہ وہ اپنی زندگی کو بہتر بنا سکیں اور اللہ کی رضا حاصل کر سکیں۔ ان کا علم لوگوں کو برے اعمال سے بچنے اور اچھے اعمال کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔

نوح (ع) نے اپنی قوم کے ساتھ یہ جملہ فرمایا: اُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَ اَنْصَحْ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (اعراف: ۶۲)، میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور میں خدا کی طرف سے ایسی حقیقتوں کو جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ ایک مربی اور ایک مبلغ کو فیاض اور ہمدرد ہونا چاہیے اور کافی علم اور آگاہی کا مالک ہونا چاہیے۔ "انصح و اعلم" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور ہمدردی ذاتی مفادات کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کے مفاد کے لیے تھی۔ "انصح لکم" انبیاء اپنے تمام علم و معرفت کا سرچشمہ خدا کو سمجھتے ہیں۔ "و اعلم من اللہ" خدا کی طرف سے انبیاء کے پاس ایسا علم اور علم ہے جو انسانی ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ و اعلم من اللہ ما لا تعلمون" یہ لفظ "من اللہ" ظاہر کرتا ہے کہ انبیاء کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آزر کو بھی یہی تعبیر دی ہے۔ يٰاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جِآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَأْتِکَ (مریم: ۴۳)

ترجمہ: بے شک میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا۔ قرآن کریم میں توحید اور قیامت پر عقیدہ اور زندگی کے

منصوبوں اور معاشرتی قوانین کے بارے میں مختلف مضامین میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ان مسائل کا علم صرف خدا کے پیغمبروں کو ہے اور لوگ ان مسائل کے بارے میں صرف شکوک و شبہات رکھتے ہیں، لہذا علم الہی کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا علم الہی ہے۔ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: **وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ** (نمل: ۱۵)، ہم نے داؤد اور سلیمان کو کافی علم دیا، اور انہوں نے کہا: اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اپنے بہت سے بندوں پر فضیلت دی اور حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: **وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا** (انبیاء: ۷۴) ترجمہ: اور لوط کو یاد کرو جسے ہم نے فیصلہ کرنے کی حکمت اور علم دیا تھا۔ اور پیغمبر اسلام کے بارے میں اللہ نے فرمایا: **وَ أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَهُ وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ** (نساء: ۱۱۳) ترجمہ: اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کیا، اور آپ جو نہیں جانتے تھے وہ بھی سیکھایا۔

انبیاء کے علم کے درجات:

انبیاء کے علم کے درجات اگرچہ مختلف ہوتے ہیں، لیکن ان سب کی بنیاد الہامی اور ربانی علم پر ہوتی ہے۔ ان کا علم انسانوں کو روشنی، فہم، اخلاق، اور روحانیت کی طرف لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کے زمانے، قوم، اور دعوت کے تقاضوں کے مطابق علم سے نوازا۔ نبی کریم ﷺ کو تمام انبیاء سے بلند درجے کا علم عطا کیا گیا، جو قیامت تک کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ انبیاء کا علم ہمارے لیے ایک مشعل راہ ہے، جو ہمیں دین، دنیا اور آخرت کی کامیابی کی طرف رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

انبیاء کے علم کے بارے میں، انبیاء کے علم کے درجات برابر نہیں ہیں۔ بعض انبیاء زیادہ علم رکھتے تھے۔ انبیاء میں سب سے اعلیٰ ہستی پیغمبر اسلام (ص) ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: **وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ**۔ (اسراء: ۵۵) ترجمہ: ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر ترجیح دی۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں: **تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ**۔ (بقرہ: ۲۵۳)

ترجمہ: ہم نے ان میں سے بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت دی۔ بعض انبیاء دوسروں سے افضل ہیں، ایسا نہیں ہے کہ تمام انبیاء ایک ہی درجے پر ہوں۔ نتیجہ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کو جو علم عطا کیا گیا، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص عنایت اور ہدایت کا ذریعہ تھا۔ یہ علم نہ صرف دینی احکام کی تبلیغ کے لیے تھا، بلکہ اس میں حکمت، بصیرت، اور غیب کی باتوں کا ادراک بھی شامل تھا، جیسا کہ حضرت یوسفؑ، حضرت سلیمانؑ، اور حضرت عیسیٰؑ کے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے۔ انبیاء کا علم، انسانیت کی

رہنمائی، اصلاح، اور فلاح کے لیے ایک نور کی مانند تھا، جو جہالت اور گمراہی کے اندھیروں کو چیرتا ہوا راستہ دکھاتا ہے۔ قرآن ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ سچا علم وہی ہے جو اللہ کی طرف سے ہو، اور انبیاء کو جو علم عطا ہوا، وہ نہ صرف ان کی صداقت کی دلیل ہے، بلکہ ہمارے لیے بھی رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ اس علم کے ذریعے انبیاء نے امتوں کی تربیت کی، عدل قائم کیا، اور لوگوں کو توحید کی طرف بلایا۔ نتیجتاً، انبیاء کا علم آج بھی ہمارے لیے مشعلِ راہ ہے، جو ہمیں سچائی، ہدایت اور خدا شناسی کی طرف لے جاتا ہے۔

قرآن انبیاء کا علم مختلف درجات پر مشتمل ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی حکمت اور ضرورتِ ہدایت کے مطابق عطا کیا جاتا ہے۔ سب سے اعلیٰ درجہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جنہیں جامع، کامل اور روشن علم عطا کیا گیا۔ انبیاء علیہم السلام کا علم اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہوتا ہے، جو انسانی سوچ اور فہم سے بالاتر ہے۔ ان کا علم مقصدی، ہدایت انگیز اور نورانی ہوتا ہے، جو امت کو راہِ ہدایت دکھاتا ہے۔ انبیاء کو دیے گئے علم کی عظمت کا صحیح اندازہ صرف اللہ ہی جانتا ہے، مگر ہمیں اس علم کے ذریعے ان کی اطاعت، محبت، اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انبیاء کا علم محض ایک دنیاوی فہم یا فلسفہ نہیں بلکہ ایک الہی فیضان ہوتا ہے جسے "علم لدنی" کہا جاتا ہے۔ یہ علم اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے، جو انبیاء کو اس لیے عطا کیا جاتا ہے تاکہ وہ انسانوں کو ہدایت، نجات، اور اللہ کی معرفت کی طرف لے جاسکیں۔ اس علم کی بنیاد وحی، حکمت، غیب کی خبر اور اصلاحِ خلق پر ہے۔ انبیاء کے علم کا منشاء اللہ تعالیٰ ہے، اور اس کا مقصد انسانوں کو اللہ کی طرف بلانا، ان کی روحانی، اخلاقی اور معاشرتی اصلاح کرنا، اور انہیں دنیا و آخرت کی فلاح کی طرف رہنمائی فراہم کرنا ہے۔

نتیجہ :

انبیاء علیہم السلام کا علم انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے بڑی نعمت اور رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ یہ علم کسی دنیاوی نظامِ تعلیم، تجربے، فلسفے یا سائنس کی پیداوار نہیں بلکہ وحی الہی پر مبنی، پاک، اعلیٰ اور کامل علم ہوتا ہے۔ اس کی بنیاد اللہ کی طرف سے عطا کردہ ہدایت، حکمت اور سچائی پر ہے، جس میں کسی شک یا تغیر کی گنجائش نہیں۔

انبیاء کا علم نہ صرف انسان کو اس کے رب سے جوڑتا ہے بلکہ اُسے زندگی کے ہر شعبے میں صحیح راستہ دکھاتا ہے۔ یہ علم روحانی، اخلاقی، شرعی، دینی اور عملی تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ انبیاء کے علم کی خصوصیات جیسے کہ: براہِ راست وحی، ہدایت، غیب کا علم، معجزات، جامعیت، اور نیک اعمال کی دعوت۔ یہ سب مل کر ایک ایسے مثالی نظامِ ہدایت کو تشکیل دیتی ہیں جو دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

خاص طور پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ علم قیامت تک کے لیے مکمل اور پائیدار ہے، جو ہر نسل، ہر قوم، اور ہر فرد کے لیے راہِ نجات ہے۔ اس علم کے ذریعے انسان اپنی ذات کی اصلاح، سماج کی بہتری، اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے قابل ہوتا ہے۔

لہذا، ہمیں چاہیے کہ ہم انبیاء کی تعلیمات سے سبق لیں، ان کے علم کو اپنائیں، اور اپنی زندگی کو اسی روشنی میں ڈھالیں تاکہ ہم دنیا میں امن، اخلاق اور ہدایت کی راہ پر گامزن ہوں، اور آخرت میں فلاح حاصل کر سکیں۔

منابع و مآخذ:

قرآن کریم

- ۱- ابن شہر آشوب، مناقب علی بن ابی طالب، بیروت، لبنان، تاریخ ۱۹۸۵ء.
- ۲- جوادی آملی، عبد اللہ، تفسیر موضوعی قرآن، ج ۹، ص ۱۷.
- ۳- سبحانی، آیہ اللہ جعفر، منشور جاوید، جلد ۱۹، صفحہ ۱۸۹.
- ۴- شیرازی، ناصر مکارم، تفسیر نمونہ، جلد ۱۰، صفحہ ۷۳.
- ۵- شیرازی، ناصر مکارم، پیام قرآن، دارالکتب الاسلامیہ، تہران، چاپ ۹، جلد ۷، صفحہ ۶۲۴.
- ۶- صدوق، محمد بن علی بن حسین، توحید، تہران، ایران، تاریخ ۱۹۸۵ء.
- ۷- کلینی، محمد بن یعقوب، کافی، جلد ۸، بیروت، لبنان، تاریخ ۱۹۶۴ء میلادی.
- ۸- مظفر، محمد حسین، کتاب علم امام (علیہ السلام)، ترجمہ محمد آصفی.
- ۹- مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، جلد ۱۱، صفحہ ۸۴۹، بیروت، لبنان، تاریخ ۱۹۸۳ء میلادی.
- ۱۰- مفید، محمد بن نعمان، ارشاد، بیروت، لبنان، تاریخ ۱۹۸۱ء میلادی.